تناظر (تحقیقی مجلہ)
e-ISSN: 2790-8208
p-ISSN: 2790-8194
TANAZUR *(Research Journal)*
e-ISSN: 2790-8208 p-ISSN: 2790-8194
Volume 05, Issue 01, January-March 2024
Published by: IRRP, PAKISTAN
URL: www.tanazur.com.pk

قرآن وحدیث کی روشنی میں ہدایا(تحائف)کی حیثیت

The Status of Gifts in Light of the Quran and Hadith

Author (s)	1. Wajid Irshad 2. Muhammad Aslam Rabbani
Affiliation (s)	1. PhD Scholar Islamic Studies, GIFT University, Gujranwala 2. Assistant Professor, Govt Graduate College Daska; Doctoral Candidate, Islamic Institute & Shariah, Muslim Youth University Islamabad

Article History:	**Received**: March 08, 2024, **Reviewed**: March 12, 2024, **Accepted**: March. 13, 2024, **Available Online**: March. 14, 2024
Citation:	*Wajid Irshad and Muhammad Aslam Rabbani (2024), "The Status of Gifts in Light of the Quran and Hadith" Tanāẓur, 5, no. 1 (2024): pp. 957-968*
Copyright:	© The Author(s)
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest
Homepage:	http://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/index
Article Link:	https://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/article/view/221

WORLD of JOURNALS
BY
OJS
HJRS
TANAZUR-RJ0080PAK

e-ISSN: 2790-8208 p-ISSN: 2790-8194
Volume 05, Issue 01, January-March 2024

قرآن وحدیث کی روشنی میں ہدایا(تحائف)کی حیثیت

The Status of Gifts in Light of the Quran and Hadith

واجدارشاد[1]   محمد اسلم ربانی[2]

Abstract:

In Islamic tradition, a gift is any item given to express love, strengthen relationships, and earn spiritual reward. Gifts are commonly given to relatives, close friends, mosque imams, Islamic preachers, teachers, and scholars with the intention of bringing joy and fostering goodwill. Receiving and giving gifts is a practice endorsed and favored by the Prophet Muhammad (peace be upon him). However, gifts given to rulers or officials with the intent of gaining worldly benefits are considered bribes, as are gifts given on special occasions with similar motives. Officials should accept gifts only if they believe they would receive them even without their position; otherwise, accepting such gifts is unlawful and prohibited. Understanding the religious significance of gifts requires a thorough examination of the concept of "hadiya" (gift) and its importance as highlighted in the Quran and Hadith. This article will also review the perspectives of Islamic scholars and thinkers on the matter of gifts. The following sections will provide a detailed analysis.

Keywords: Gifts in Islam, Quran and Hadith, Islamic jurisprudence, Hadiya significance, Religious ethics, Bribery and corruption

تمہید:

تحفہ کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو اظہار محبت، تعلق ورشتہ کو مظبوط بنانے اور ثواب حاصل کرنے کی خاطر رشتہ دار اعز واقارب، ائمہ مساجد، مبلغین اسلام، مدرسین ومفتیان کرام کو یہ حسن ظن رکھتے ہوئے دیا جاتا ہے، کہ بندہ جو تحفہ وصول کر رہا ہے، خوش ہو اور اس کی دل جوئی ہو، بعد ازیں تحفہ دینے والے کو ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے، تحفہ لینا و دینا پیارے حبیب ﷺ کی سنت اور پسندیدہ عمل ہے، دنیاوی مفاد کی غرض سے حکمران وعہدہ دار کو دیا ہوا تحفہ رشوت شمار ہوتا ہے، ایسے ہی مخصوص دعوت کو بھی رشوت ہی سمجھا جاتا ہے، عہدے داران خود کو والدین کے گھر متصور کر کے تحائف وصول کریں(یعنی اگر اس عہدے پر فائز نہ ہوتے تو کیا تب

---

1 پی ایچ ڈی اسکالر علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

2 اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ڈسکہ؛ پی ایچ ڈی اسکالر علوم اسلامیہ وشریعہ، مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد

بھی تحائف پاتے) بصورت دیگر تحفہ وصول کرنا ناجائز و حرام ہو گا۔ تحائف کی شرعی حیثیت جاننے سے قبل "ہدیہ" کی تعریف اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اہمیت کا جاننا ضروری معلوم ہوتا ہے، بعد ازیں ائمہ اسلام و مفکرین اسلام کے تحائف کے متعلق نظریات کا جائزہ بھی لیا جائے، لہٰذا ذیل میں تفصیل وار بیان کیا جائے گا۔

ہدیہ (تحفہ) کی تعریف:

محبت یا تعظیم بڑھانے کے لئے دی گئی چیز وغیرہ کو ہدیہ کہا جاتا ہے، تحفہ دینے والا لینے والے سے کوئی شرط نہیں منواتا کہ اس چیز یا مال کے عوض مجھے فلاں چیز دو گے، یا کسی معاملے میں میرے ساتھ تعاون کرو گے، عبد اللہ الطریقیؒ اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ہر اس مال کو تحفہ کہا جاتا ہے جو اظہار محبت، حصول الفت وثواب کی غرض اعزاء و اقارب، بزرگان دین و علمائے اسلام اور نیک لوگوں کو دیا جاتا ہے۔[3] ابتداء میں ہدیہ دینے کا مقصد اس شخص کو خوش کرنا ہوتا ہے جسے ہدیہ دیا جارہا ہوتا ہے گو کہ آخر میں ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔[4]

اہمیت تحفہ:

بلاشبہ مذہب اسلام سلامتی وامن، اخوت ومحبت کا داعی ہے، اسی وجہ سے اسلام ہر وہ بات جس سے لوگوں کے مابین محبت، اخوت، اتفاق واتحاد قائم ہو کا حکم دیتا اور ہر وہ بات جس سے لوگوں کے مابین نفرت و کدورت پیدا اسے منع کرتا ہے، یہی وجہ کہ اسلام ہر جائز کام میں "تعاونوا علی البر والتقوی" الفاظ سے تعبیر کرتے ہوئے تعاون کا حکم دیتا ہے اور ہر ناجائز کام میں "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہوئے روکتا ہے، جو کام محبت و الفت کا سبب بنتے ہیں ان میں سے ایک کام ہدیہ (تحفہ) لینا دینا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اس کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے، قرآن حکیم میں بیشتر آیات میں صلہ رحمی، احسان، نیکی اور ایک دوسرے سے محبت واخوت کا حکم دیا گیا ہے، جن سے تحفہ لینے ودینے کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے، ایسے ہی بے شمار روایات میں تحفہ کے حوالہ سے ترغیب دی گئی ہے، بطور استشہاد ذیل میں قرآنی آیات اور چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

قرآنی آیات سے استشہاد:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: "و اذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردواها"[5]

(اور جب تمہیں تحفہ دیا جائے تو تم اس سے اچھا یا اس سے بہتر لوٹاؤ)

امت مسلمہ کی باہمی محبت اور الفت کا ذریعہ شریعت اسلامیہ نے یہ قرار دیا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا کرے، جیسا کہ نصوص حدیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے "تھادوا تحابوا" کہ "باہمی محبت بڑھانے کے لیے تحفہ تحائف دیا کرو، اور مسلمان کا باہمی ہدیہ اور تحفہ سلام سے بڑھ کر اور کوئی نہیں، کیونکہ مسلمان کی

---

[3] ابن نجیم، زین العابدین۔ البحرائق۔ دارالمعرفہ، بیروت، الطبعۃ الثانیہ، س ن، ص:262

[4] الجیلانی، فضل اللہ۔ الصمد فی توضیح الادب المفرد لمحمد بن اسماعیل بخاری۔ المطبعۃ السلفیہ، مصر 1961ء، ج:2، ص:50

[5] النساء، 86:4

باہمی محبت و الفت کی پہچان کا واضح ذریعہ سلام ہی ہو سکتا ہے اور اسی طرح کسی کے مسلمان ہونے کی پہچان کا اہم ذریعہ بھی سلام ہی ہو سکتا ہے، رب تعالی اپنی بابرکت کتاب میں فرماتے ہیں کہ:

" فاذا دخلتم بیوتا فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة"[6]

(کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو ایک دوسرے پر سلام کہو جو اللہ کی طرف سے ایک مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے)

اور یہی سلام جنتیوں کا شعار بھی ہو گا، اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ:"تھيتهم فيها سلم"[7] (ان کا تحفہ جنت میں سلام ہو گا)

ایسے ہی مبارک کلمات کے ساتھ فرشتے مومنوں کا استقبال کریں گے، فرمان خداوندی ہے کہ:

"وقال لهم خزنتها سلم عليكم طبتم فادخلوها خلدين"8

(اور خازن کہے گا تم پر سلامتی ہو، سو تم ہمیشہ کی جنت میں داخل ہو جاؤ)

اور یہی وہ تحفہ ہے جو ابراہیم اہیم کے مہمان ان کے لیے لائے تھے، ارشاد ربانی ہے کہ:

"اذا دخلوا عليه فقالوا سلما قال سلم"[9]

(جب وہ (فرشتے) داخل ہوئے اس (ابراہیم) پر ہوئے تو سلام کہا)

احادیث نبویہ سے استشہاد:

نبی مہربان ﷺ نے فرمایا کہ: "تهادوا تحابوا"[10] (آپس میں تحائف دیا کرو محبت میں اضافہ ہو گا)

تحفہ کو حقیر نہ جانو بلکہ تحفہ دینے والے کے اخلاص کو دیکھیں اس حوالہ سے آپ ﷺ نے اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"تهادوا إن الهدية تذهب وحر الصدر ولا تحقرن جارة لجارتها ولوشق فرسن شاة"[11]

(آپس میں تحائف دیا کرو، بلاشبہ ایسا کرنے سے دل سے حسد و کینہ ختم ہو جاتا ہے، کوئی بھی پڑوسن اپنی ہمسائی کے تحفہ کو حقیر نہ جانے گرچہ تحفہ میں کوئی معمولی سی چیز بکری کا کُھر ہی کیوں نہ ہو)

رزق میں کشادگی اور آخرت میں اجر و ثواب کا ذریعہ بتاتے ہوئے تحفہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے فرمایا کہ:

"تهادوا الطعام بينكم فإن ذالك توسعة لارزاقكم في عاجل الخلف وجسيم الثواب يوم القيمة"[12]

---

[6] النور، 61:24

[7] ابراہیم، 23:14

[8] الزمر، 73:39

[9] الذاریات، 25:51

[10] الہندی، المتقی، علاء الدین بن حسام الدین۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔ مؤسسۃ الرسالۃ 1979ء، ج:6، ص:110

[11] الہندی، المتقی، علاء الدین بن حسام الدین۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔ مؤسسۃ الرسالۃ 1979ء، ج:6، ص:110

[12] الہندی، المتقی، علاء الدین بن حسام الدین۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔ مؤسسۃ الرسالۃ 1979ء، ج:6، ص:110

(اشیاء خرو دنوش آپس میں تحفتاً دیا کرو، بلاشبہ ایسا کرنے سے دنیاوی زندگی میں رزق میں برکت دی جاتی ہے اور آخرت میں اجر وثواب سے نوازا جائے گا)

خلوص سے دیئے گئے تحفہ کو ٹھکرا دینے سے، تحفہ دینے والی کی دل آزاری اور تحفہ ٹھکرانے والے کا غرور و تکبر ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: ایک مسکین عورت نے مجھے تحفہ پیش کیا، لیکن میں نے اس کے مسکینی حال پر رحم کھا کر قبول نہ کیا، پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم نے اس کا تحفہ قبول کیوں نہیں کیا؟ اور اسے اس کے تحفہ کا بدلہ کیوں نہیں دیا؟ کیا تو نہیں سمجھتی کہ تم نے اس کے تحفہ کو حقیر سمجھا؟ اے عائشہ رضی اللہ عنہا عاجزی و انکساری اختیار کر، بیشک اللہ تعالیٰ عاجزی و انکساری اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، تکبر و غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[13]

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندہ کی طرف سے دیا گیا تحفہ گویا خدا کا تحفہ اور اس تحفہ کو رد کرنا گویا خدا کے تحفہ کو رد کرنا کے مترادف ہے جیسا کہ ذیل کی روایت سے واضح ہوتا ہے۔ تحفہ رب تعالی کے رزق میں سے رزق ہے، جو اسے قبول کرے گویا اس نے رب تعالی کا تحفہ قبول کیا اور جس نے اسے ٹھکرایا گویا رب تعالیٰ کے عطا کردہ تحفہ کو ٹھکرایا۔[14]

" عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال:" لو دعيت إلى كراع لاجبت، ولو اهدي إلي كراع لقبلت" [15]

(ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے کھر کی دعوت دی جائے تو میں اسے بھی قبول کروں گا اور اگر مجھے وہ کھر بھی ہدیہ میں دیئے جائیں تو میں اسے قبول کروں گا)

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف تحفہ قبول کرنے کی ترغیب دیتے بلکہ اس کا بہتر بدلہ دینے کی بھی ترغیب دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تحفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزہ رزق ہے، تم میں سے جس کو تحفہ دیا جائے اسے قبول کر کے اس سے بہتر چیز بدلے میں دینی چاہئے۔[16]

سیرت نبویہ سے استشہاد:

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف تحفہ لینے و دینے کی تلقین کی، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحفے قبول کئے اور بدلے میں تحفے دئے بھی، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

---

[13] کنز العمال، ج:5، ص:821

[14] کنز العمال، ج:6، ص؛116

[15] بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ کتاب النکاح، باب من اجاب الی کراع، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض 1999ء، رقم الحدیث:5178

[16] کنز العمال، ج:6، ص:116

"ان النبي صلى الله عليه وسلم: "كان يقبل الهدية، ويثيب عليها"[17]

(بلاشبہ نبی مہربان ﷺ تحفہ قبول کیا کرتے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے)

مذکورہ روایات کے پیش نظر قاضی ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ (متوفی 543ھ) نے کہا:

"قبول الهدية سنة مستحبة تصل المودة وتوجب الألفة"[18]

(تحفہ قبول کرنا نبی مہربانؐ کی سنت اور ثواب کا کام ہے، اس سے محبت اور دلی لگاؤ میں اضافہ ہوتا ہے)

تحفہ رشوت کب شمار ہوتا ہے؟

تعلیمات اسلامیہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم پڑتا ہے کہ ہر وہ تحفہ جو رشتہ داری، دوستی، ذاتی تعلق یا دینی تعلق کی بنا پر دیا جاتا ہے جس کا مقصد صرف اور صرف رب العزت کی رضا، باہمی محبت والفت کا حصول ہو، ایسا تحفہ لینا دینا اجر و ثواب، آپسی محبت میں بڑھوتی اور نفرت و بغض، حسد و کینہ کے خاتمہ کا ذریعہ ہے، البتہ جو تحفہ اس نیت کی بنا پر ہو، بلکہ دنیاوی مقاصد کا حصول ہو تو ایسا تحفہ درحقیقت تحفہ نہیں بلکہ تحفہ کی شکل میں رشوت کہلائے گا، ایسا تحفہ وہ ہوتا ہے، جو وقت کے حکمران، قاضی، یا صاحب اختیار ملازم کو منصب و عہدہ کی بنا پر دیا جاتا ہے، لہذا ایسے لوگوں کے لئے اسلام میں ماسوا چند صورتوں کے باقی ہر صورت میں تحفہ وصول کرنا حرام قرار دیا گیا ہے اور رشوت تصور ہوتا ہے، جیسا کہ ذیل میں بیان کردہ روایات، سلف وصالحین کے اقوال و کردار واضح ہوتا ہے۔

نبی مہربان ﷺ نے فرمایا کہ:

"هدايا السلطان سحت و غلول"[19] (حکمران وقت کا تحفہ وصولنا، حرام اور باعث خیانت ہے)

عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عن رسول الله ﷺ قال:الهدية الى الامراء غلول"[20]

(وقت کے حکمرانوں کا تحائف وصولنا بھی ایک قسم کی خیانت ہے)

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک اثر منقول ہے کہ:

"هدايا العمال حرام كلها"[21] (سرکاری افسروں کے سارے تحائف حرام ہیں)

---

17 ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی۔ سنن ترمذی۔ ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی قبول الہدیۃ والمکافاۃ علیھا، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض 1999ء، رقم الحدیث:1953

18 فضل اللہ الصمد فی توضیح الادب المفرد، ج:2، ص:50

19 کنز العمال، ج:6، ص:115

20 الہیثمی، علی بن ابو بکر۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ ابواب فی الھدایا ونحوھا، باب الھدیۃ، مطبع قدسی، مصر 1352ھ، رقم الحدیث:6744

21 کنز العمال، ج:6، ص:112

مذکورہ روایات سے یہ مترشح ہوتی کہ حکمرانوں کا تحائف وصول کرنے کو "سحت، غلول" سے تعبیر کیا گیا اور حرام کہا گیا ہے۔ عربی زبان میں "سُحت" ہر اس حرام چیز کو کہا جاتا ہے جس کا نام لینا ہی انسان کو بُرا لگے، جس سے انسانی وقار مجروح ہو، اور یہاں اس سے مراد رشوت لیا گیا ہے "غلول" مال غنیمت سے خیانت کرنا کہلاتا ہے، مال غنیمت میں خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔[22]

"استعمل النبي صلى الله عليه وسلم رجلا من الأزد يقال له: ابن اللُّتْبِيَّةِ على الصدقة، فلما قدم، قال :هذا لكم، وهذا أُهْدِيَ إِلَيَّ، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال: أما بعد، فإني أستعمل الرجل منكم على العمل مما وَلاَّنِي الله، فيأتي فيقول :هذا لكم وهذا هدية أهديت إلي، أفلا جلس في بيت أبيه أو أمه حتى تأتيه هديته إن كان صادقًا، والله لا يأخذ أحد منكم شيئًا بغير حقه إلا لقي الله تعالى، يحمله يوم القيامة، فلا أعرفن أحدًا منكم لقي الله يحمل بعيرًا له رُغَاءٌ، أو بقرةً لها خُوَارٌ، أو شاة تَيْعَرُ ثم رفع يديه حتى رُؤِي بياض إِبْطَيْهِ، فقال:اللهم هل بَلَّغْتُ" [23]

(نبی ﷺ نے قبیلۂ ازد کے ایک شخص کو، جنھیں ابن لتبیہ کہا جاتا تھا، زکاۃ کی وصولی کے لیے عامل مقرر کیا۔ جب وہ)وصول کر کے (آئے، تو کہنے لگے :یہ مال تمھارے لیے ہے)یعنی مسلمانوں کا (اور یہ مجھے ہدیے میں ملا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس کام پر عامل بناتا ہوں، جس کا اللہ نے مجھے والی بنایا ہے۔ پھر وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمھارا مال ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے! اگر وہ سچا ہے، تو کیوں نہیں وہ اپنی ماں یا باپ کے گھر بیٹھا رہا، پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے کہ نہیں! اللہ کی قسم! تم میں سے جو بھی حق کے سوا کوئی چیز لے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس چیز کو اٹھائے ہوئے ہو گا؛ بلکہ میں تم میں ہر اس شخص کو پہچان لوں گا، جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اونٹ اٹھائے ہو گا، جو بلبلا رہا ہو گا، گائے اٹھائے ہو گا، جو اپنی آواز نکال رہی ہو گی یا بکری اٹھائے ہو گا، جو ممیا رہی ہو گی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا، یہاں تک کہ آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور فرمایا :اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟)

مذکورہ روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جو تحفہ، عہدہ و منصب کی وجہ سے دیا جاتا ہے، درحقیقت وہ تحفہ نہیں بلکہ تحفہ کے نام پر رشوت ہے۔

"ان رسول اللهﷺ كان يبعث عبدالله بن رواحة الى خيبر فيخرص بينه و بين يهود خيبر قال:فجمعوا له حليا من حلى نساءهم فقالوا:هذا لک و خفف عنا وتجاوز فى القسم فقال

[22] الافریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔ دار صادر، بیروت 1968ء، ج:2، ص:41

[23] بخاري، أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل۔ صحيح البخاري۔ دار طوق النجاة 1422ھ، کتاب الحِیَل، باب احتیال العامل لیهدی له، رقم الحدیث:6979

عبد الله بن رواحة :يا معشر يهود والله انكم لمن ابغض خلق الله الى وما ذاك بحاملى على ان احيف عليكم فاما ما عرضتم من الرشوة فانها سحت و انا لا ناكلها "[24]

(آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو خیبر کے یہودیوں کی طرف خراج وصول کرنے کے لیے بھیجا، تو انھوں نے اسے تحفہ کے طور پر کچھ مال کی پیشکش کی، تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے انھیں فرمایا: یہ مال جو تحفہ کے نام سے تم مجھے پیش کر رہے ہو ہم اسے رشوت سمجھتے ہیں، اور یہ ہمارے ہاں سخت حرام ہے اور ہم رشوت نہیں کھاتے)

بعض لوگ بڑے شاطر قسم کے ہوتے ہیں سرکاری بندے کا قرب و توجہ حاصل کرنے کے لئے ان کو تحائف دیتے رہتے ہیں تاکہ وقت آنے پر کام نکال سکیں، ایسے واقعہ کی مثال امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے ملتی ہے جو سنن الکبری کے اندر مذکور ہے۔

ایک شخص ہر سال امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی ران تحفہ دیتا تھا، مفاجاتی اس کا مقدمہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں پیش ہوا تو وہ شخص اشارۃً تحفہ یاد دلاتے ہوئے امیر المؤمنین کو کہنے لگا، جناب فیصلہ کچھ یوں ہونا چاہئے جیسے اونٹ کی ران جدا کی جاتی ہے، امیر المؤمنین اشارہ سمجھ گئے، فی الفور عمال (گورنروں) کو لکھ بھیجا کہ تحفہ نہ لیا کرو کیونکہ وہ درحقیقت رشوت ہوتا ہے۔[25]

بعد ازیں امیر المؤمنین کا معمول یہ رہا کہ آپ تحفہ وصول ہی نہ کرتے، اگر کرتے بھی تو بیت المال میں جمع کروا دیتے، لوگ کہنے لگے کہ نبی مہربان ﷺ تحائف وصول کیا کرتے تھے جبکہ آپ وصول نہیں کرتے تو جواب میں کہا کرتے تھے کہ، بلاشبہ وہ تحائف ہوا کرتے تھے، لیکن اب یہ رشوت کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔[26]

ایسے ایک سوال کے جواب میں خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ وہ نبی ﷺ کے لیے تحائف تھے، لیکن ہمارے لیے رشوت ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کے باعث تحائف دئے جاتے تھے، حکومت کی وجہ سے نہیں، جبکہ ہمیں حکومت و ریاست کی وجہ سے تحائف دئے جاتے ہیں۔[27] اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: کسی بھی حکومتی عہدہ پر فائز شخص کو تحفہ قبول کرنے کی اجازت نہیں دوں گا، کیونکہ روایات میں سرکاری اہل کاروں کے تحائف کو خیانت کہا گیا ہے، بالخصوص

---

[24] مالک بن انس۔ المؤطا۔ کتاب المساقاۃ، باب ماجاء فی المساقاۃ، مؤسسۃ زاہدان سلطان، متحدہ امارات 2004ء، رقم الحدیث:2050

[25] شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم۔ المسوی من احادیث المؤطا۔ المطبعۃ السلفیہ، مکہ مکرمہ 1353ھ، ج:2، ص:234

[26] سنن کبری، ج:10، ص:183

[27] الطریقی، عبد اللہ بن عبد المحسن۔ جریمۃ الرشوۃ۔ مؤسسۃ الجریسی للتوزیع 1982ء، ص:71

حکمر ان کے لئے تو میں قطعاً تحفہ وصول کرنا پسند نہیں کرتا، البتہ عہدہ پر فائز ہونے سے قبل کسی آدمی سے وابستگی رہی ہو تو وہ تحفہ ذاتی تعلق کی بناپر ہو گا نہ کہ منصب کی وجہ سے۔[28]

یہی سبب تھا کہ نبی مہربان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھی صرف ایسے احباب سے ہی تحفہ قبول کرتے جن کے متعلق یقین ہو تا کہ وہ خوش دلی سے تحفہ دے رہے ہیں، اور یہ بھی یقین ہو تا کہ اس تحفہ کے پس منظر ان کا کوئی دنیاوی فائدہ پوشیدہ نہیں ہے ساتھ ساتھ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عادت مبارکہ تھی کہ تحفہ کے بدلے میں اس سے کئی گنازیادہ تحفہ عنایت فرمایا دیا کرتے تھے۔[29]

مبلغ دین، مفتی اور امام مسجد کا تحفہ قبول کرنے کی شرعی حیثیت:

عالم دین جو رضاکارانہ طور پر دینی خدمات سر انجام دیتاہے، مفتی جو دینی مسائل میں لوگوں کی رہبری کرتا ہے، اور امام مسجد جو نماز جیسی عبادت میں لوگوں کی پیشوائی کرتا ہے، کیونکہ ان کے پاس کوئی سرکاری عہدہ و منصب نہیں ہو تا، اور نہ ہی ریاستی معاملات میں ان کا کوئی عمل دخل ہو تاہے، لہٰذا جو تحائف ان کو دئے جاتے ہیں وہ خالص دینداری وغیرہ اور ان کے اچھے گمان کی وجہ سے دئے جاتے ہیں اسی سبب فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ان کا تحائف وصولنا اور خاص دعوتوں میں شرکت مستحب وجائز ہے۔[30] رہا مفتی تو اس کے متعلق فقہاء کا کہنا ہے کہ اس کو تحفہ دنیاوی غرض کی خاطر دیا جائے، مثلاً کسی شخص نے اپنے مخالف پر مقدمہ دائر کرر کھا ہو اور عدالت میں مفتی کا اثر ورسوخ ہو، اب وہ شخص مفتی سے فتوی کی صورت میں رعایت کی توقع کرتے ہوئے مفتی کو تحفہ دیتاہے، تو ایساتحفہ مفتی کے لئے ناجائز ہو گا۔[31]

مدرسین کا تحفہ وصول کرنے کی شرعی حیثیت:

مدرس کو تحفہ دینے کی ممکنہ دوصورتیں ہوسکتی ہیں۔

پہلی صورت: اگر شاگر اپنے استاد کی علمی قابلیت، فرضی شناسی، زہد وتقوی سے متاثر ہو کر، اپنی محبت والفت کا اظہار کرتے ہوئے، اپنے استاد کو کوئی تحفہ دیتاہے، تو ایسا تحفہ بعینہ جائز و مستحب ہے جیسے مبلغ دین، امام مسجد اور مفتی کے لئے مستحب وجائز ہے۔[32]

دوسری صورت: اگر استاد کو اس غرض سے تحفہ دیا جاتا ہے کہ وہ امتحان میں کامیاب کرائے یا اعزازی نمبر دلائے، تو ایسا تحفہ لینا بعینہ اسی طرح ناجائز و حرام ہے جس طرح مفتی کی حمایت حاصل کرنے یا مفتی حمایت حاصل کرنے کے لئے دیا گیا تحفہ ناجائز و حرام

---

[28] طرابلسی، علاؤالدین علی بن خلیل۔ معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام۔ مطبعۃ مصفی البابی الحلبی واولادہ، مصر:1973ء، ص:16

[29] الطریقی، عبداللہ بن عبدالمحسن۔ جریمۃ الرشوۃ۔ مؤسسۃ الجریسی للتوزیع 1982ء، ص:69

[30] لجنۃ العماء، برائاسۃ نظام الدین البلخی۔ الفتاوی ھندیہ۔ دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت:1973ء، ج:3 ص؛330

[31] الطریقی، عبداللہ بن عبدالمحسن۔ جریمۃ الرشوۃ۔ مؤسسۃ الجریسی للتوزیع 1982ء، ص:76،75

[32] ابن عابدین، الدمشقی۔ ردالمختار علی الدر المختار۔ دارالفکر، بیروت:1992ء، ج:6، ص:423

ہے، بلکہ ایسا تحفہ وصول کرنے کا گناہ دو گناہ ہو گا، تحفہ کے نام پر رشوت وصول کرنے کا گناہ، اور نا اہل کو پذیرائی دیتے ہوئے اہل بندے کو پیچھے چھوڑ دینے کا گناہ[33]

مسلم مفکرین کی آراء کی روشنی میں امراء و حکام کے تحائف کی حیثیت:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حکام اور سرکاری اہلکاروں کے تحائف کے بارے میں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کو مد نظر رکھتے ہو بصیر آموز تبصرہ فرماتے ہیں کہ: جب تحائف کے بارے میں یہ سخت ہدایات ثابت ہو چکیں تو اب قاضی، و دیگر عہدے داران کو خود کو اپنے ماں باپ کے گھر متصور کرے پھر دیکھے کہ اس کو جو تحائف عہدہ سے معزولی کے بعد بھی وصول ہو سکتے ہیں، تو ایسے تحائف عہدہ کی بحالی کے دوران بھی لینا جائز ہیں، ایسے ہی جن تحائف کے بارے یہ سمجھا جائے کہ وہ تحائف محض عہدہ کی وجہ سے مل رہے ہیں تو وہ تحائف لینا حرام و ناجائز ہیں، اور جن احباب کے تحائف کے متعلق شک گزرے کہ وہ تحائف عہدہ سے برخاست ہونے پر بھی ملیں یا کہ نہ ملیں، تو ایسے تحائف سے دور رہنا چاہئے۔[34]

ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ حکام اور امراء کے تحائف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: حکام اور امراء کو بعض لوگ تحائف پیش کرتے ہیں وہ اگر چہ بظاہر تحفہ کے معصوم نام سے دیا جاتا ہے، لیکن در حقیقت وہ رشوت کی ہی ایک قسم ہوتی ہے، لہذا جو تحفہ صرف اس وجہ سے دیا جائے کہ متعلقہ شخص کوئی اعلیٰ سرکاری افسر، حاکم عدالت، یا کارندہ ہے تو وہ رشوت اور حرام ہے، البتہ اگر کوئی تحفہ ایسا ہو جو خاص اس کو دیا جانا مقصد ہو اور اس کے عہدہ کے اثر ورسوخ کو دخل نہ ہو جس کا اندازہ اس چیز سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ وہ شخص اس منصب پر فائز ہونے سے قبل بھی اس شخص کے اس طرح تحائف قبول کرتا رہا ہو تو ایسے تحائف قبول کرنا جائز ہے۔[35]

مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کہتے ہیں کہ: جس شخص کے بارے میں یقین ہو کہ وہ سرکاری کارندے کو اس کی ذات سے محبت اور خدا کی رضا کی خاطر تحفہ پیش کر رہا ہے تو پھر ظاہر یہی ہے کہ ایسا تحفہ اس منع والے حکم یا وعید میں داخل نہیں ہے، لیکن ایسے مخلص لوگ بہت کم ہیں، زیادہ تر نفاق اخلاص کی صورت اختیار کرتا ہے، اس لیے ہر حال میں حکام اور سرکاری اہلکاروں کو تحائف قبول کرنے سے دور رہنا ہی بہتر اور سلامتی کے قریب ہے۔[36] فقہائے احناف کے ہاں تحائف کے حوالہ سے یہاں تک محتاط رویہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اگر کسی کا مقدمہ ایسے قاضی کے پاس جاتا ہے جس قاضی کو ذاتی تعلق کی بنیاد پر عہدے پر فائز ہونے سے پہلے بھی وہ رشتہ دار اس کو تحائف دیا کرتے تھے، تو بھی ایسی صورت میں قاضی کو چاہئے کہ تحفہ وصول نہ کرے۔[37]

[33] الطریقی، عبد اللہ بن عبد المحسن۔ جریمۃ الرشوۃ۔ مؤسسۃ الجریسی للتوزیع 1982ء، ص:75

[34] غزالی، محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:2، ص:156

[35] الطریقی، عبد اللہ بن عبد المحسن۔ جریمۃ الرشوۃ۔ مؤسسۃ الجریسی للتوزیع 1982ء، ص:70

[36] عثمانی، شبیر احمد۔ فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلم۔ دار احیاء التراث، بیروت:2006ء، ج:3، ص:310

[37] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر۔ ادب القاضی۔ ادارہ تحقیقات، اسلام آباد:1983ء، ص:185

تحائف کی مختلف صورتیں:

عام طور پر ہمارے سماج میں یہ چیز دیکھنے کو ملتی ہے کہ، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے یا پھر استعمال ک اشیاء کو تحائف گردانتے ہیں، جبکہ فقہاء عظام قرض، کسی چیز میں رعایت یا کسی چیز کو عاریتاً دینے کو بھی تحفہ سمجھتے تھے۔[38]

مثلاً: کچھ رقم ایک ماہ یا کچھ عرصہ کے لئے بطور قرض دی جائے، زیادہ قیمت والی چیز تھوڑی قیمت میں تھما دی جائے، یا پھر گاڑی وغیرہ استعمال کے لئے عاریتاً دی جائے، تو فقہائے کرام ان سب صورتوں کو تحفہ ہی گردانتے ہیں، لہذا حکمرانوں و سرکاری عہدے دارانوں کا یہ اشیاء ان لوگوں سے لینا درست ہو گا جن سے تحفہ لینا درست ہو گا، ایسے ہی ان لوگوں سے یہ اشیاء لینا غیر درست ہو گا جن سے تحفہ لینا درست نہ ہو گا، یہی وجہ ہے فقہاء عظام وقت کے قاضی کے لئے خود خریداری کرنا کو ناپسند کرتے ہیں، ایسے ہی فقہاء مخصوص دعوت کو بھی تحفہ شمار کرتے ہیں۔[39]

مخصوص دعوت سے مراد یہ ہے کہ جو دعوت کسی خاص آدمی کے لئے تیار کی جاتی ہو، مگر دعوت کرنے کو پتہ چلتا ہے کہ وہ خاص آدمی نہیں آرہا تو دعوت تیار ہی نہ کی جائے۔[40]

حکمران یا سرکاری عہدہ داران ایسے شخص کی خاص دعوت میں شرکت کر سکتے ہیں، جن سے تحفہ وصول کرنا جائز و درست ہو، اور جن سے تحفہ لینا درست نہ ہو ان کی خاص شرکت کرنا بھی درست نہ ہو گا، کیونکہ خاص دعوت، تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے، بہانے باز لوگ سرکاری عہدہ داروں سے کام لینے کے لئے ایسے حیلے اور بہانے تلاش کرتے ہیں، خوف خدا رکھنے والے عہدہ داران کو چاہئے کہ حیلہ ساز اور چال باز لوگ سے متنبہ رہنا چاہئے۔

کتابیات:

- الافریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم۔ لسان العرب۔ دار صادر، بیروت 1968ء
- ابن نجیم، زین العابدین۔ البحر الرائق۔ دار المعرفہ، بیروت، الطبعۃ الثانیہ
- ابن نجیم، زین العابدین، الدمشقی۔ رد المختار علی الدر المختار۔ دار الفکر، بیروت: 1992ء
- البیہقی، احمد بن حسین۔ کتاب اداب القاضی۔ باب لایقبل من ھدیۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت 2003ء
- بخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ کتاب النکاح، باب من اجاب الی کراع، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض 1999ء

[38] ابن نجیم۔ البحر الرائق۔ ج:6، ص:280

[39] ابن نجیم۔ البحر الرائق۔ ج:6، ص:280

[40] ابن نجیم۔ البحر الرائق۔ ج:6، ص:281

- ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی۔ سنن ترمذی۔ ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ باب ماجاء فی قبول الہدیۃ والمکافاۃ علیہا، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض1999ء
- الجیلانی، فضل اللہ۔ الصمد فی توضیح الادب المفرد لمحمد بن اسماعیل بخاری۔ المطبعۃ السلفیہ، مصر1961ء
- سنن کبری، ج:10، ص:183
- شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم۔ المسوی من احادیث المؤطا۔ المطبعۃ السلفیہ، مکہ مکرمہ1353ھ
- طرابلسی، علاؤالدین علی بن خلیل۔ معین الحکام فیمایتردد بین الخصمین من الاحکام۔ مطبعۃ مصفی البابی الحلبی واولادہ، مصر:1973ء
- الطریقی، عبداللہ بن عبد المحسن۔ جریمۃ الرشوۃ۔ مؤسسۃ الجریسی للتوزیع1982ء
- عثمانی، شبیر احمد۔ فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلم۔ دار احیاء التراث، بیروت:2006ء
- غزالی، محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت
- غازی، محمود احمد، ڈاکٹر۔ ادب القاضی۔ ادارہ تحقیقات، اسلام آباد:1983ء
- الہندی، المتقی، علاء الدین بن حسام الدین۔ کنز العمال فی سنن القوال والافعال۔ مؤسسۃ الرسالۃ1979ء
- القرطبی، محمد بن احمد۔ الجامع لاحکام القرآن۔ دار الکتب المصریہ، قاہرہ1964ء
- لجنۃ العماء، برائاسۃ نظام الدین البلخی۔ الفتاوی ھندیہ۔ دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت:1973ء
- مالک بن انس۔ المؤطا۔ کتاب المساقاۃ، باب ماجاء فی المساقاۃ، مؤسسۃ زاہدان سلطان، متحدہ امارات2004ء